بیان کر دے مگر آپ یہی اصرار کیے چلے جائیں کہ نہیں تیرا اصل مدعا وہ نہیں ہے جو تو بیان کرتا ہے بلکہ وہ ہے جو ہم تیری طرف منسوب کر رہے ہیں۔ گویا آپ کوئی وکیل استغاثہ ہیں جس نے ملزم کو کسی نہ کسی طرح پھانسنے ہی کے لیے اپنے موکل سے فیس لی ہے۔ ستم یہ ہے کہ یہاں موکل کوئی اور نہیں آپ کا اپنا نفس ہے، اس کی فیس لذتِ نفس کے سوا کچھ نہیں، اور آپ کی ساری دلچسپی کا محور بس یہ ہے کہ جس سے آپ ناراض ہیں اسے جس طرح بھی ہو جہنم کا مستحق ثابت کر دیں۔ ناخداترس حکام جب کسی پر بگڑتے ہیں تو اسے قانون اور نظم و ضبط کا دشمن قرار دے کر پکڑتے ہیں۔ خود غرض سیاسی لیڈر جس کو نیچا دکھانا چاہتے ہیں اسے ملک اور قوم کا دشمن قرار دے کر گرانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر ایک خاص مزاج کے علماء جب کسی پر غضبناک ہوتے ہیں تو ان کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ اپنے ساتھ خدا اور رسول کو بھی فریقِ مقدمہ بنائیں اور یہ ثابت کریں کہ جس شخص سے ہم ناراض ہیں وہ کم بخت تو دین کا دشمن ہے، بڑی گمراہی کا فتنہ اٹھا رہا ہے اور ایک جھوٹا دعویٰ لے کر اٹھا ہے، اس لیے ہم یہ سارے پاپڑ صرف خدا کے دین کو بچانے کے لیے بیل رہے ہیں۔ کاش ان حضرات کا غیظ اور طیش انہیں یہ سوچنے کی مہلت دے کہ یہ باتیں کہہ کے وہ اپنی اور اہلِ دین کی عزت میں کیا اضافہ فرما رہے ہیں۔

(ھ) اپنے سوال کی اس شق میں جو اعتراض آپ نے نقل کیا ہے وہ بھی دوسرے کی بات کو زیادہ سے زیادہ مبالغہ کر کے بُرے معنی پہنانے کی کوشش کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ میں جس اصول کا قائل ہوں وہ سرے سے یہ ہے ہی نہیں کہ "تم دین کی مصلحتوں کو سامنے رکھ کر جس بات کو چاہو اختیار او رجسے چاہو ترک کر سکتے ہو"۔ اس لیے یہ ڈھیلا ڈھالا اصول جن لوگوں نے گھڑا ہو وہی اس کے بُرے نتائج کی تشریح فرماتے رہیں۔ مجھ پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔

(و) اس شق کا جواب یہ ہے کہ بجز اُن امور کے جو خصوصیاتِ نبوی میں شمار کیے گئے ہیں، باقی تمام معاملات میں شارع کا قول، فعل، تقریر، غرض شارع کے جملہ تصرفات ایک ماخذِ قانون کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کے نظائر پر قیاس کر کے نئے حوادث کے لیے حکم نکالنا اور ان سے